

ارض القرآن کا سفر

جناب محمد عاصم صاحب

(۹)

مدینہ منورہ کے آثار میں اصل اور سب سے بڑا اثر تو خود مسجد نبوی ہے۔ اس کے علاوہ پہاڑ، گھر، مساجد اور کنوئیں بہت سی چیزیں آثار میں شامل ہیں۔ ان میں سے بعض تو مدینہ منورہ کے اندر واقع ہیں کہ ان کے دیکھنے کے لیے کسی سواری کا اہتمام کرنا ضروری نہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو مدینہ منورہ سے باہر حیدرآباد کے قافلہ پر واقع ہیں اس لیے انہیں دیکھنے کے لیے خاص اہتمام کی ضرورت ہے ہم نے حبیب الرحمن صاحب وغیرہ سے مل کر یہ پروگرام طے کیا کہ پہلے ہم باہر کے آثار سے فارغ ہوئیں۔ جو آثار خود مدینہ کے اندر ہیں، انہیں مدینہ کے قیام کے دوران ہر وقت دیکھا جاسکتا ہے۔

أحد اس پروگرام کے تحت ہم ۱۵ دسمبر ۱۹۵۹ء کی صبح ۱۰ بجے کے قریب سب سے پہلے أحد گئے۔ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: "هذا جبل يحبنا ونحبه"۔ یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اسی پہاڑ کے دامن میں ۳۰۰ سالہ شہرہ غزوہ احد پیش آیا تھا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور بہت سے دوسرے صحابہ کرام کے علاوہ حضور کے چچا حضرت حمزہؓ کی شہادت واقع ہوئی۔ مدینہ سے اس کا فاصلہ شمال کی جانب تین چار میل ہے۔ اور یہ مشرق سے مغرب کو ۴۰ میل کے قریب لمبا ہے۔ جب تک انسان اس کے قریب نہیں پہنچتا، دُور سے دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ متعدد پہاڑی سلسلوں کا مجموعہ ہے۔ اس تک پہنچنے سے پہلے دائیں طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی آتی ہے، جس کا قدیم نام جبل عقیقین ہے۔ لیکن اب یہ جبل الریاء دنیاراندازوں کا پہاڑ کے نام سے مشہور ہے۔ اسی پہاڑی پر غزوہ احد کے

موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کو متعین فرمایا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ ہرگز اپنی جگہ سے نہ ہٹیں، خواہ جنگ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہو یا شکست۔ جبل الرماۃ اور جبل اُحد کے درمیان وہ وادی واقع ہے (وادی قناتہ کہا جاتا ہے) ہے جس میں غزوہ اُحد واقع ہوا مسلمانوں کا لشکر ان دونوں پہاڑوں کے درمیان مشرق کی طرف تھا اور کفار مکہ کا لشکر جبل اُحد کے گرد چکر کاٹ کر مغرب کی طرف سے آیا تھا۔ اس وادی میں جبل الرماۃ سے کچھ مغرب کو ایک چار دیواری کے اندر وہ صحابہ کرام مدفون ہیں جو غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ حضرت حمزہؓ اب ان ہی صحابہ کرام کے ساتھ مدفون ہیں۔ پہلے ان کی قبر الگ واقع تھی اور اس پر قبہ بھی بنا ہوا تھا۔ لیکن یہ قبر وادی کے عین وسط میں تھی اور آئے دن کے سیلاب سے اس کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا اس لیے ترک امر انہوں نے حضرت حمزہؓ کی لاش کو یہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کر دیا۔ اب بھی حضرت حمزہؓ کی پہلی قبر پر قبہ موجود ہے۔ مگر اس کا نصف حصہ منہدم ہو چکا ہے۔ ترک کی عہد میں حضرت حمزہؓ اور غزوہ اُحد کے دوسرے شہداء کی قبروں پر خوب نذرانے چڑھائے جاتے تھے اور اہل مدینہ سال میں تین دن یہاں میلہ لگایا کرتے تھے، مگر سعودی حکومت نے ان تمام بدعات کو ختم کر دیا ہے۔ اب ان قبروں پر سعودی حکومت کی طرف سے باقاعدہ پہرہ رہتا ہے تاکہ یہاں غیر شرعی حرکتیں نہ کی جاسکیں۔ جو لوگ اُحد کی زیارت کے لیے آتے ہیں، انہیں وادی قناتہ سے آگے بھی نہیں بڑھنے دیا جاتا۔ ہمارے پاس کیمرا تھا اور ہم ان قبروں کا فوٹو بھی لینا چاہتے تھے، مگر پولیس کے جو آدمی وہاں پہرہ پر متعین تھے، ان میں سے ایک نے ہمیں آکر روک دیا کہ ہم نہ قبروں کا فوٹو لیں اور نہ جبل اُحد کی طرف جائیں۔ ہمارے کہنے پر وہ ہمیں اپنے سے اوپر کے ایک ذمہ دار آدمی کے پاس لے گیا، جسے ہم نے بتایا کہ ہم لوگ بھی صحیح عقیدہ رکھتے ہیں، اس لیے ہم سے کسی غیر شرعی حرکت کا اندیشہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر اس نے نہ صرف ہمیں قبروں کا فوٹو لینے اور جبل اُحد تک جانے کی اجازت دی بلکہ ہمیں اپنے کمرے میں بٹھا کر چائے اور بخدی تہوہ سے ہماری مہمانی بھی کی۔

وادی سے آگے بڑھ کر جبل اُحد کی طرف جاتے ہوئے ایک جگہ چھوٹی سی مسجد نبی ہوئی ہے

کہتے ہیں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ جبل احد کے اندر تقریباً سو گز کی اونچائی پر ایک چھوٹا سا غار ہے، جس میں دو تین آدمی بیٹھ سکتے ہیں اس غار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ دندان مبارک کی شہادت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ آرام فرمایا تھا۔ اس غار کے دلہنے پر سفیدی کی ہوئی ہے، اس لیے یہ کافی فاصلے سے نظر آنے لگتا ہے۔ آثار مدینہ کے متعلق بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ اس غار کے اندر کوئی رسم الخط میں بعض عبارتیں لکھی ہوئی پائی جاتی ہیں مگر ہمیں تو تلاش کے باوجود اس میں کوئی عبارت نظر نہیں آئی۔ ممکن ہے پہلے یہ عبارتیں پائی جاتی ہوں اور اب مٹ چکی ہوں۔ اس غار کے قریب ہی پہاڑ کے ایک دامن میں ایک چھوٹی سی اور مسجد بنی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں معرکہ کے بعد غار سے اتر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر کی نماز پڑھی تھی۔

قیام | ظہر کی نماز ہم نے مدینہ منورہ واپس آکر مسجد نبوی میں پڑھی۔ پھر کھانا کھایا اور اس کے بعد مسجد قبا دیکھنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ جو مدینہ منورہ سے جنوب مغرب کی طرف چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ وہ مسجد ہے جس کی بنیاد خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب کہ آپ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے اور قبا کی بستی میں آپ نے چار روز قیام فرمایا تھا) اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی تھی اور اس کی تعمیر میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے تھے۔ اس لحاظ سے یہ سب پہلی مسجد ہے جو مدینہ منورہ پہنچ کر حضور نے تعمیر فرمائی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے:

لَمَسْجِدَ أُتِمِّتْ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ

یہ وہ مسجد ہے جس کی بنیاد روزِ اول سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

حضور کو قبا اور اس کے رہنے والوں سے اس قدر محبت تھی کہ آپ ہر بدھ کے روز یہاں پیدل تشریف لاتے اور ان کی اس مسجد میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

آج سے چند سال پیشتر مدینہ سے قبا جانے والی ٹرک کچی اور نہایت تکلیف دہ تھی، لیکن اب اس ٹرک کو بالکل سیدھا بھی کر دیا گیا ہے اور اسے نچتہ اور نہایت شاندار بھی بنا دیا گیا ہے یہاں

تک کہ مدینہ منورہ سے نکلنے ہی یہ مسجد نظر آنے لگتی ہے۔ ہم نے عصر کی نماز یہیں پہنچ کر ادا کی۔

مسجد الجمعہ | مسجد قبا کو جاتے ہوئے شُرک کی بائیں طرف ایک اور مسجد آتی ہے جسے مسجد الجمعہ کہا جاتا ہے۔ یہ دراصل قبیلہ بنو سالم کی مسجد تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے موقع پر جمعہ کے روز قبا سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ راستے میں جب آپ بنو سالم کی بستی میں پہنچے تو جمعہ کا وقت ہو گیا، چنانچہ آپ نے اسی جگہ جمعہ کی نماز ادا فرمائی۔ یہ جمعہ کی پہلی نماز تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ادا فرمائی اسی نسبت سے اس مسجد کو مسجد الجمعہ کہا جانے لگا۔ اب یہ مسجد نہایت پختہ اور خوبصورت بنی ہوئی ہے، اگرچہ اس کے گرد اب کوئی آبادی نہیں ہے۔

دار کلثوم و دار مسجد | مسجد قبا سے متصل جنوب میں (یعنی قبلہ رخ) دو گھر بنے ہوئے ہیں جن کی چھت گنبد کی شکل کی ہے اور اس پر سفیدی کی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک گھر اس جگہ بنا ہوا ہے جہاں حضرت کلثوم بن ہدم کا گھر تھا اور دوسرا اس جگہ جہاں حضرت سعد بن خنیس کا گھر تھا۔ مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے جب قبا پہنچے تھے، تو آپ نے حضرت کلثوم بن ہدم کے گھر کو اپنے قیام کے لیے اور حضرت سعد بن خنیس کے گھر کو اپنی مجلس کے لیے پسند فرمایا تھا اور یہ دونوں گھر مسجد سے متصل جنوب میں (یعنی قبلہ رخ) واقع تھے۔

بئر اریس یا بئر خاتم | مسجد قبا سے تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر ایک کنواں ہے، جسے بئر اریس کہا جاتا ہے۔ یہ کنواں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی موجود تھا کہتے ہیں کہ اس کا پانی کھارا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذہین اقدس کا لعاب اس میں ڈالا جس کی برکت سے اس کا کھارا پانی میٹھے پانی میں تبدیل ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس انگوٹھی کو پہنا کرتے تھے، وہ انگوٹھی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کو ملی تھی۔ ایک دن حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے چھوٹ کر وہ اس کنوئیں میں گر گئی اور پھر تلاش کے باوجود نہ مل سکی۔ اس لیے اس کنوئیں کو بئر خاتم بھی کہتے ہیں۔

آج سے چند سال پیش تک اس کنوئیں سے پانی نکالا جاتا تھا اور اس سے ارد گرد کے باغ اور کھیتوں کو میراب کیا جاتا تھا۔ لیکن اب اس کے قریب ایک بہت بڑا ٹیوب ویل لگ جانے کی وجہ سے اس کا پانی خشک ہو گیا ہے۔

مسجد حزارہ مسجد قبا اور بدر خاتم سے فارغ ہوئے، تو ایک عجیب لطیفہ رہا۔ عجیب الرحمن صاحب ہمارے ساتھ نہ تھے، لیکن انہوں نے ہمیں یہ بتایا تھا کہ مسجد قبا سے مشرق کی طرف تھوڑے ہی فاصلہ پر مسجد حزار کے کھنڈرات بھی پاتے جاتے ہیں۔ مسجد حزار سے مراد وہ مسجد ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافقین نے مسجد قبا کی اہمیت کو کم کرنے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کے لیے ایک اڈہ کے طور پر تعمیر کی تھی، اور پھر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دعوت قبول بھی فرمائی، مگر فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی:

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا
كُفْرًا وَتَفَرُّقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَارْصَادًا
لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ
وَيَجْلِفُ إِنَّ أَرْدُنَا إِلَّا أَلْحُسْنٰی، وَاللَّهُ
يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ، لَا تَقُومُ فِيهِ أَبَدًا
لِّمَسْجِدٍ أَرَسَ عَلَى التَّقْوٰی مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ
أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحْيُونَ
أَنْ يَتَطَهَّرُوا، وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ۔

(التوبہ: ۱۰۷-۱۰۸)

کچھ لوگ ہیں جنہوں نے ایک مسجد بنا لی اس غرض کے لیے کہ (دعوت حق کو) نقصان پہنچائیں، اور خدا کی بندگی کرنے کے بجائے کفر کریں اور اہل ایمان میں بھڑک اٹھیں اور اس لفظ ہر عبادت گاہ کو اس شخص کے لیے کہیں گاہ بنائیں، جو اس کے پہلے خدا اور اس کے رسول کے خلاف برسرِ پیکار ہو چکا ہو۔ وہ ضرور ہمیں کما کھا کر کہیں گے کہ ہمارا اڈہ تو بھلائی کے سوا کسی دوسری چیز کا نہ تھا، مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ قلعی بھڑکے ہیں۔ تم ہرگز اس عمارت

میں کھڑے نہ ہونا۔ جو مسجد (یعنی مسجد قبا، اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی، وہی اس کے لیے مومنوں سے

کہ تم اس میں رعبادت کے لیے اکھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں، جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو بیکیرگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔“

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اس مسجد کو گرانے کا حکم دیا اور وہ گرا دی گئی۔

ہمیں خیال بھی نہ تھا کہ اس مسجد کا بھی کوئی نام و نشان اس وقت موجود ہوگا۔ آثارِ مدینہ کے متعلق کسی کتاب میں اس کا ذکر بھی کہیں نہ دیکھا تھا، لیکن حبیب الرحمن صاحب کے کہنے پر ہمیں خیال ہوا کہ شاید اس مسجد کا کوئی نام و نشان موجود ہو اور کسی کتاب کے مصنف نے اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس کا ذکر نہ کیا ہو۔ ہم نے اپنے ڈرائیور سے معلوم کیا، تو اس نے بھی بڑے وثوق اور جزم سے کہا کہ ہاں مجھے اس مسجد کی جگہ کا علم ہے اور میں آپ لوگوں کو وہاں لے جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ہمیں سیدھا مدینہ منورہ واپس لانے کے بجائے مسجد قبا سے مشرق کی طرف لے گیا اور ایک گھنٹہ تک کھجوروں کے مختلف باغوں کے درمیان پھرتا رہا اور ہر مرتبہ ہمارے دریافت کرنے پر یہی جواب دیتا رہا کہ چند منٹ میں ہم اس مسجد تک پہنچنے والے ہیں۔ مگر جب ایک گھنٹہ تک ٹھہرتے رہنے کے باوجود اسے مسجد ضرار کا پتہ نہ چلی سکا، تو ہم نے اس سے کہا کہ وہ ہمیں مدینہ واپس پہنچا دے، چنانچہ وہ آخر کار ہمیں مدینہ منورہ کے قبرستان البقیع کے پاس لے آیا۔ اس طرح اس کے کرایہ کے دس ریال زیادہ ہو گئے، اگرچہ ہم نے جس مقصد کے لیے اسے یہ دس ریال دیئے وہ ہمیں حاصل نہ ہو سکا۔ البتہ ایک فائدہ ضرور ہوا اور وہ یہ کہ ہم جس علاقہ میں چکر لگاتے رہے وہ حرۃ واقم کا علاقہ تھا، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ سے پہلے یہودی قبائل بنو قریظہ اور بنی نضیر آباد تھے۔ اس علاقہ کی سرسبزی و شادابی اور اس میں کھجوروں کی کثرت کو دیکھ کر ہمیں اندازہ ہوا کہ کس طرح یہودیوں نے مدینہ منورہ کے زرخیز و شاداب علاقہ پر قبضہ جما رکھا تھا اور اسی لیے وہ عربوں کے درمیان رہتے ہوئے بھی ان پر مالی اقتدار رکھتے تھے۔

بئرِ رومہ یا بئرِ عثمانؓ | اگلے دن (۱۶ دسمبر) ہم پھر حبیب الرحمن صاحب کے ساتھ مدینہ منورہ کے آثار دیکھنے کے لیے نکلے۔ صبح کے وقت ہم بئرِ رومہ آئے۔ یہ ایک پرانا کنواں ہے

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اب تک چلا آ رہا ہے یہ اپنے پانی کی مٹھاس اور لذت کی وجہ سے مشہور تھا لیکن اس کا مالک ایک یہودی تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ اس کنوئیں کو خرید کر عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا جائے۔ حضرت عثمانؓ نے اسی وقت یہ کنواں اس کے یہودی مالک سے بیس ہزار درہم میں خریدا اور اسے وقف کر دیا۔ اسی لیے اس کنوئیں کو بئر عثمان بھی کہتے ہیں۔ اب بھی یہ کنواں مسجد نبوی کے اوقات میں شامل ہے اور حکومت نے اس کے قریب باقاعدہ ڈیری فارم، زراعتی فارم اور پوٹری فارم قائم کر رکھے ہیں۔ اس میں چار انچ موٹا پائپ لگا ہوا ہے جو ہر وقت مشین کے ذریعے سے پانی کھینچتا رہتا ہے۔ مدینہ منورہ سے اس کا فاصلہ شمال مغرب کی جانب تین چار میل ہے۔

مسجد القبلتین | اس کے بعد ہم مسجد القبلتین (دو قبلوں والی مسجد) آئے، جو مدینہ سے شمال مغرب ہی میں ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر العقاب نامی ایک بستی میں واقع ہے۔ یہ دراصل قبیلہ بنی نضیر کی مسجد تھی۔ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے ظہر کی نماز ادا فرما رہے تھے کہ تحویل قبلہ کی وحی نازل ہوئی اور حضورؐ نے نماز ہی میں بیت المقدس کی طرف سے منہ پھیر کر بیت اللہ کی جانب رخ کر لیا۔ اسی لیے اس مسجد کو مسجد القبلتین کہا جاتا ہے۔ گذشتہ سفر میں جب ہم نے اس مسجد کی زیارت کی تھی تو یہاں دو محرابیں بنی ہوئی تھیں ایک کا رخ بیت المقدس کی طرف تھا اور دوسری کا بیت اللہ کی طرف، اب کی مرتبہ ہم نے دیکھا کہ مسجد کی ساری عمارت نئی اور نہایت پختہ و شاندار بنادی گئی ہے اور اس میں دو کے بجائے صرف ایک محراب بنائی گئی ہے۔ بیت المقدس کے رخ والی محراب توڑ دی گئی ہے۔

وادی عقیق | اس مسجد کے مغرب میں وادی عقیق ہے، جو مدینہ منورہ کی سب سے مشہور وادی ہے اور جو ایک زمانہ میں خلفاء، امراء اور شعراء کے محلات کی وجہ سے مشہور تھی۔ اب اس میں بعض محلات کے صرف کھنڈر پائے جاتے ہیں۔ مسجد القبلتین کے عین سامنے سعید بن وقاص

حضرت معاویہؓ کے زمانے کا ایک اموی امیر کا محل تھا، جس کی جگہ پر اب شاہ سعود کا محل بنا ہوا ہے۔
خندق اور جبل سلع | اس کے بعد ہم جبل سلع آئے، جو مدینہ منورہ سے متصل شمال مغرب ہی کی سمت میں واقع ہے اور کافی بلند اور بڑا پہاڑ ہے۔ مدینہ سے اُحد جانے والے کو یہ بائیں طرف نظر آتا ہے غزوہ احزاب کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے جو خندق کھودی تھی، وہ اگرچہ کئی صدیوں سے مٹ چکی ہے، لیکن جن مورخین نے تحقیق کی ہے ان کا اندازہ ہے کہ وہ نصف دائرہ کی شکل میں اس طرح کھودی گئی تھی کہ حرۃ واقعہ کے قریب سے شروع ہوئی تھی اور پھر جبل سلع کے شمالی اور مغربی دامن کے ساتھ ساتھ بہتی ہوئی مغرب کو چلی گئی تھی۔ جبل سلع ہی کے دامن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا لشکر ٹھہرا ہوا تھا۔ کفار کے لشکر شمال مغرب کی طرف سے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے آئے تھے۔

مسجد ذباب یا ذوباب | سلع کے شمال میں اس سے بالکل متصل سیاہ رنگ کا ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے، جس کا نام مسجد ذباب یا ذوباب ہے کہتے ہیں کہ یہ مسجد اس جگہ بنی ہوئی ہے، جہاں غزوہ احزاب کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اور اپنا خیمہ لگایا تھا۔

مسجد الفتح | سلع کے دامن میں شمال مغرب کی طرف ایک اور مسجد ہے، جس کا نام مسجد الفتح ہے۔ روایات میں ہے کہ اس جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی تھی کہ وہ کفار کے لشکروں کو متربس کر دے اور مدینہ اور اہل مدینہ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ تیسری مرتبہ جب حضورؐ نے دعا فرمائی، تو آپؐ کی دعا قبول ہوئی، یہاں تک کہ آپؐ کے چہرے پر خوشی کے آثار نظر آنے لگے، اسی لیے اس مسجد کو مسجد الفتح کہا جاتا ہے۔

مسجد خمیسہ | مسجد الفتح کے جنوب میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سلسلہ دار پانچ چھوٹی چھوٹی مسجدیں بنی ہوئی ہیں جو حضرت ابو بکرؓ، حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ کے نام سے منسوب ہیں، مگر کوئی مستند روایت ایسی نہیں ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر یہ صحابہ کرام انہی مقامات پر

منہیں رہے ہوں۔

کہف بنی حرام | سلح کے جنوب مغرب میں ایک غار ہے، جسے کہف بنی حرام کہا جاتا ہے۔

غزوہ احزاب کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت یہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔

مسجد شمس | سلح سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ مسجد شمس اور حصن کعب بن اشرف کی طرف

گئے۔ مسجد شمس اس جگہ واقع ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے محاصرہ کے دوران چھ

دن نماز ادا فرمائی تھی۔ یہ مسجد مسجد قبلہ کے مشرق میں چند فرلانگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہی وہ علاقہ

ہے جس میں بنو نضیر آباد تھے۔ ممکن ہے پہلے کبھی اس مسجد کی کوئی باقاعدہ عمارت رہی ہو، لیکن اب

تو اس جگہ ایک چھوٹی سی چار دیواری ہے اور اس۔

حصن کعب بن اشرف | مسجد شمس سے قریب جنوب کی طرف کعب بن اشرف کا قلعہ ہے

جواب منہدم ہے اور اس کی صرف چار دیواری موجود ہے، لیکن اس کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے

کہ یہ قلعہ کس قدر مضبوط ہوگا۔ یہ قلعہ ۴۲ گز کے قریب لمبا اور ۴۲ ہی گز کے قریب چوڑا ہے۔ اس کی

دیوار کی چوڑائی ۴ فٹ ہے۔

ملاقاتیں | ظہر سے پہلے ہم اپنے ہوٹل واپس پہنچ گئے اور ظہر کی نماز مسجد نبوی میں ادا کی رات

گئے تک مختلف حضرات ملاقات کے لیے آتے رہے۔ مغرب کے بعد شیخ قاسم اندجانی، شیخ

محمد سلطان نمنگانی اور ان کے ساتھ بعض ترکستانی نوجوان آئے محمد سلطان نمنگانی بھی ایک ترکستانی

عالم ہیں اور ان کا مسجد نبوی کے قریب باب السلام کے سامنے "المکتبۃ العلمیۃ" کتب خانہ سے ایک

مکتبہ ہے۔ یہ حضرات اپنے حالات سناتے رہے اور خاص طور پر عربی قومیت کے تعصب کی سخت

تنکایت کرتے رہے۔ ایک ترکستانی نوجوان نے بتایا کہ کچھ عرصہ ہوا مصر و شام میں کمیونزم کے خلاف

حکومت اور پولیس کی طرف سے ہم جہاں بھی گئے ہیں نے بھی کمیونزم کے خلاف ایک مضمون لکھ کر دھنک

کے ایک پرچہ کو بچھا۔ مگر وہاں کے سنسروالوں نے وہ مضمون جوں کا توں مجھے واپس بھیج دیا اور اس پر یہ

نوٹ دیا کہ "آپ لوگ کمیونزم پر تنقید دینی نقطہ نظر سے کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم صرف "مصلح القومۃ العزیزہ"

کے نقطہ نظر سے اس کی مذمت کر رہے ہیں۔ گو یا دوسرے الفاظ میں ہم قومی اغراض کے لیے کبھی کمینوزم سے لڑینگے اور کبھی اس سے دوستی کرینگے۔ تم لوگ دین کی بنیاد پر اس کی مخالفت کر کے یہ راستہ ہی بند کر دیتے ہو کہ کبھی اس سے دوستی ہو سکے!

مدینہ منورہ کے اندر کے آثار | اگلے دن (۱۷ دسمبر) ہم اپنی قیام گاہ ہی پر رہے۔ میں نے اور چودھری غلام محمد صاحب نے بعض ان آثار کے فوٹو لیے جو مدینہ منورہ کے اندر موجود ہیں:

مسجد المصلیٰ یا مسجد النعامہ | یہ مسجد باب شامی سے باب حنبرہ کو جاتے ہوئے راستے میں آتی ہے

یہ اس جگہ بنی ہوئی ہے، جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت یہاں مسجد نہیں تھی۔ مسجد غالباً دوسری صدی ہجری میں بنی اور اس کے بعد مدینہ میں عید کی نماز یہیں پڑھی جاتی رہی، لیکن اب عید کی نماز مسجد نبوی ہی میں ہوتی ہے اور اس مسجد میں بچوں کی دینی تعلیم کا ایک منتخب قائم ہے۔

بئر بضاعہ | اس ٹرک پر جو باب شامی سے مسجد نبوی کو آتی ہے، ایک مکان میں بئر بضاعہ اب

تک موجود ہے اور اب بھی اس سے مشین کے ذریعہ پانی نکال کر غالباً برف بنائی جاتی ہے۔ یہ

کنواں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اب تک چلا آ رہا ہے اور حدیث و فقہ کی کتابوں میں

پانی کی طہارت و نجاست کی بحث میں اکثر اس کا ذکر آتا ہے۔

ستقیفہ نبی ساعدہ | بئر بضاعہ کے قریب ہی اس ٹرک پر ایک جگہ کو ستقیفہ نبی ساعدہ بتایا

جاتا ہے۔ یعنی وہ جگہ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مہاجرین و انصار نے حضرت ابوبکرؓ

کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی تھی۔

دار جعفر صادق والی ایوب انصاری | اسی روز مغرب کے بعد ہم مسجد نبوی کے خطیب امام

شیخ عبدالعزیز کی ملاقات کے لیے ان کے ہاں حاضر ہوئے۔ وہ بیمار تھے، ان کی عیادت مقصود تھی۔

شیخ عبدالعزیز کا مکان مسجد نبوی کے قریب ہی واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ یہی کسی زمانہ میں امام جعفر صادقؓ

کا مکان تھا۔ اس کے ساتھ شمال کی طرف جو گھر ہے، اسے حضرت ابوالیوب انصاریؓ کا گھر بتایا جاتا

ہے، جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد کم سے کم سات ماہ اور زیادہ سے زیادہ ایک سال تک

منعقد ہے، یہاں تک کہ مسجد کے ساتھ آپ کی رہائش کے لیے کمرے بن گئے۔

مدینہ منورہ میں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے گھروں کی بھی نشاندہی کی جاتی ہے، لیکن اب ان تمام مکانات کی جگہیں حرم کی نئی تعمیر کے بعد ٹرک کے نیچے آگئی ہیں۔

مدینہ منورہ میں بھی ترکستانی ہجیرین کی تعداد اچھی خاصی ہے، بلکہ طائف کی نسبت یہاں ان کی تعداد زیادہ ہے۔ ان کے ایک عالم شیخ محمود طرازی (جو شیخ تاسم اندجانی کے داماد بھی ہیں) ہر روز صبح کی نماز کے بعد مسجد نبویؐ میں ایک جگہ قرآن، حدیث اور بعض فقہی کتابوں کا اپنی قومی زبان میں درس دیتے ہیں اور اس میں تمام ترکستانی ہجیرین شریک ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ترکستانی ہجیرین مولانا مودودی کو اپنا ہم قوم سمجھتے ہیں، کیونکہ مولانا کا منہبائی خاندان اور گزنیہ کے زمانے میں ترکستان ہی سے ہجرت کر کے ہندوستان آیا تھا، اسی لیے دینی تعلق کے علاوہ وہ مولانا سے اپنا قومی تعلق بھی سمجھتے ہیں۔ شیخ محمود نے ایک دن مولانا کو اپنے درس میں شریک ہونے کی دعوت دی، تاکہ اس طرح تمام ترکستانی ہجیرین یک وقت ان سے ملاقات کر سکیں۔ مولانا نے ان کی اس دعوت کو قبول کیا اور اگلے دن (۸ دسمبر) کی صبح ان کے درس میں شریک ہوئے۔ سو کے قریب حاضری تھی۔ تمام لوگوں نے یکے بعد دیگرے مولانا سے سلام و مصافحہ کیا۔

ترکستانی حضرات کی دعوت | اسی روز دوپہر کے بعد شیخ محمود صاحب ہی کے مکان پر ہمارے کھانے کی دعوت تھی۔ یہاں مدینہ کی ترکستانی برادری کے تمام بزرگ موجود تھے۔ ترکستانی حضرات کے علاوہ یہاں ہماری ملاقات شیخ محمد صادق مجددی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی، جو ملا صاحب شور بازار کے بھائی ہیں اور ایک عرصہ تک مصر میں افغانستان کے سفیر رہ چکے ہیں، لیکن ہوا یہ کہ ان کے بیٹے قاہرہ میں رہتے ہوئے شیخ حسن بناء شہیدؒ کی دعوت سے متاثر ہو گئے، چنانچہ ۵۴ھ میں جب مصری حکومت نے انہیں پر سختیاں اور ان کی گرفتاریاں شروع کیں، تو ان کے بڑے بیٹے کو گرفتار کر لیا گیا اور چھوٹے بیٹے کو مصر سے نکال دیا گیا۔ اس کے بعد یہ خود بھی سفارت سے الگ ہو گئے۔

چند سال سے مدینہ منورہ ہی میں مقیم ہیں اور غالباً یہیں مستقل رہائش کا ارادہ رکھتے ہیں۔

البقیع | اسی روز عصر اور مغرب کے درمیان ہم مدینہ منورہ کے قبرستان البقیع کی زیارت کے لیے گئے، جو مسجد نبوی سے مشرق کی سمت واقع ہے اور معمولی رفتار سے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کا راستہ ہے۔ پہلے بقیع جانے والے کو بہت سی گلیوں سے گزرنا پڑتا تھا، مگر اب حکومت نے مسجد نبوی اور بقیع کے درمیان سیدھی کھلی اور پختہ ٹرک بنادی ہے، جس سے بقیع آنا جانا بہت آسان ہو گیا ہے۔ یہ قبرستان بھی جاہلیت کے زمانہ سے اہل مدینہ کا قبرستان چلا آ رہا ہے۔ ترکوں کے دور میں یہاں بہت سی پختہ قبریں اور ان پر خوبصورت قبے بنے ہوئے تھے، مگر نجدی حضرات نے شریف حسین کو شکست دیکر جب مدینہ منورہ پر قبضہ کیا، تو یہاں کے اکثر قبے گرا دیئے اور قبریں توڑ دیں، لیکن بہر حال مکہ معظمہ کے المعلاة کی نسبت یہاں پختہ قبروں کی تعداد اب بھی زیادہ ہے۔

مدینہ سے العلا کو روانگی | مدینہ کے گورنر اور شہر کے پولیس سپرنٹنڈنٹ کی مہربانی سے ہم کو مدینہ سے آگے کا سفر کرنے کے لیے موٹر بہت اچھی اور بہت مناسب کرایہ پر مل گئی تھی۔ ۱۹ دسمبر کی صبح پہلے ہم نے الوداعی سلام کے لیے روضہ پاک پر حاضری دی۔ پھر مدینہ سے چلتے ہوئے ان دونوں حضرات سے مل کر اور ان کا شکریہ ادا کر کے دوپہر کے قریب العلماء جس کا قدیم نام وادی القرنی تھا، کے لیے روانہ ہو گئے۔

اعلان: اس قسط کے بعد ترجمان القرآن میں اس رواد کی اشاعت ختم کی جاتی ہے کیونکہ مدینہ منورہ سے بعد کی رواد مختصر طور پر ان دو خطوط میں آچکی ہے جو ہم نے سفر کے دوران عمان اور کویت سے روانہ کیے تھے اور جو ترجمان القرآن جنوری و فروری سنہ ۱۳۹۷ میں شائع ہو چکے ہیں۔ اب اس پوری رواد کو انشاء اللہ جلد از جلد کتابی شکل میں لانے کی کوشش کی جائے گی۔ (م۔ ع)